وعلمك ما لم تكن تعلم

تصنیف حضرت مولانا مولوی نور محمد صاحب نقشبندی سجادہ نشین
وخلف الرشید سلطان العاشقین برہان الواصلین واقف رموز جلیہ وخفیہ کاشف مغموض
عشقیہ وعلمیہ پیر مشکلکشا مظہر عون یفعل اللّٰہ ما یشاء حضرت مولنا غلام مرتضیٰ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوطن قلعہ لال سنگھ ڈاک خانہ ترڈے والی ضلع شیخوپورہ پنجاب۔ مسمّٰی بہ

حجت ربانی

جس میں جناب مولوی عبدالشکور صاحب ایڈیٹر النجم لکھنؤ کے رسالہ تحفہ لاثانی
اور مولوی حسین علی صاحب سکنہ وان بھچراں ضلع میانوالی کے رسالہ غیب دانی کا
مفصل جواب ہے اور براہین قاہرہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
علم جمیع موجودات ما کان وما یکون کو محیط ہے

حسب فرمائش جناب حکیم نور الٰہی صاحب دروازہ شیرانوالہ لوہاں محلہ لاہور
(ملک محمد طفیل کے اہتمام سے کاشی رام پریس لاہور میں چھپی)
تعداد ... (ملنے کا پتہ منیجر رسالہ المرتضیٰ لاہور) قیمت ۴/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الامین وعلیٰ الہ واصحابہ وازواجہ اجمعین

حضرات - عالیجناب مستغنی عن الالقاب جناب مولوی عبد الشکور صاحب ایڈیٹر النجم لکھنوی اور مولوی حسین علی صاحب سکنہ وان بھچراں ضلع میانوالی نے دو رسالے دربارہ علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تصنیف کرکے شایع کئے ہیں۔ اوّل الذکر نے رسالہ تحفہ لاثانی۔ اور موخر الذکر نے رسالہ غیب دانی۔ جیسا ان دونوں کے ناموں میں تطابق ہے اسی طرح دلائل میں بھی کلی اتفاق ہے۔ یعنی جو دلائل مولوی عبد الشکور صاحب نے نفی علم غیب پر دیئے ہیں بالکل اُنہی کے نقش قدم پر مولوی حسین علی صاحب چلے ہیں۔ اگرچہ ہمارا خطاب جناب مولوی عبد الشکور صاحب ایڈیٹر النجم لکھنؤ سے ہے مگر اس ہماری ناچیز تحریر میں مولوی حسین علیصاحب کا جواب بھی آجائیگا جسکی وجہ یہی ہے کہ دلائل ہر دو صاحبان کے ایک ہیں۔ ہاں حاشیہ پر ہم مولوی حسین علیصاحب کے دلائل کا صرف حوالہ دیدینگے کہ چونکہ اُنہوں نے بھی وُہی دلیل پیش کی ہے لہذا وہ بھی اپنا جواب سمجھ لیں۔ مولوی عبد الشکور صاحب نے اپنے مذکورۃ الصدر رسالہ میں اُس مناظرہ کی روئداد چھاپی ہے جو مابین مولٰنا نثار احمد صاحب و مولوی عبد الشکور صاحب مسئلہ علم غیب وغیرہ پر ہوا۔ ہم چونکہ جلسہ مناظرہ میں موجود نہ تھے اسلئے کوئی رائے قائم نہیں کر سکتے کہ کون جیتا اور کون ہارا۔ مگر اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ فریق ثانی مولٰنا نثار احمد صاحب کی تقریروں کو دیانت سے نقل نہیں کیا گیا بلکہ ان میں ضرور قطع و برید کی گئی ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ مولٰنا نثار احمد صاحب جیسے فاضل نے ان اعتراضات کا جواب نہ دیا جو بارہا مخالفین نے علم غیب آنحضرت صلے اللہ پر کئے اور اہل حق کی طرف سے

جواب پائے اور جواب الجواب کی آجتک ہمت نہ ہوئی۔ چنانچہ کئی ایک کتابیں حضرت مولنا احمد رضا خانصاحب بریلوی نے جو اس مسئلہ علم غیب پر لکھیں لاجواب پڑی ہیں۔ مولوی عبد الشکور صاحب نے نفی علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جسقدر دلائل لکھے ہیں کوئی نئے نہیں ہیں۔ بلکہ وہی پرانے فرسودہ اعتراضات ہیں جنکے جواب [illegible] علمائے دیوبند وغیرہم بارہا پا چکے ہیں۔ ہم مناظرہ مذکورہ پر بطور محاکمہ کچھ نہیں کہہ سکتے۔ جسکی وجہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ ہم وہاں موجود نہیں تھے۔ ہاں اُن دلائل کا جواب دینگے جو مولوی عبد الشکور صاحب نے نفی علم غیب پر لکھے ہیں۔ کیا مولوی عبد الشکور صاحب جواب الجواب سے ہماری تسلی کر سکتے ہیں۔ دیدہ باید۔

یہ مان لیا ہے کہ عیسےٰ سے سوا ہو ۔۔۔ جب جانیں کہ دردِ دلِ عاشق کی دوا ہو

بہرکیف اب جواب شروع ہوتا ہے۔ غور سے سنئے مولویصاحب کی عبارت ماتحت "شک" کے ہوگی اور ہمارا جواب ماتحت "فک" کے ہوگا۔ اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق۔

مولوی حسن علیخان کی دلیل نمبر ا کا جواب

شک۔ قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ (سورۂ نمل) ترجمہ "اے نبی کہدے کہ نہیں جانتا کوئی آسمان میں اور زمین میں غیب کو سوا اللہ کے"۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جمیع امور غیبیہ کا علم سوائے خدا کے کسیکو نہیں البتہ حق تعالیٰ غیب کی جن باتوں پر چاہتا ہے اپنے نبیوں کو اطلاع دیتا ہے۔ اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام نبیوں سے زیادہ علوم غیبیہ عطا فرمائے۔

فک۔ جب آیت میں صاف طور پر علم غیب کی نفی ہے کہ سوائے خدا کے کوئی غیب جانتا ہی نہیں تو پھر اسکے کیا معنے کہ جن باتوں پر خدا چاہتا ہے اپنے نبیوں کو اطلاع دیتا ہے یہ آیت مذکورہ کے کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ افسوس مولویصاحب نے آیت سے علم غیب کی نفی ثابت کرنے کی کوشش کی مگر پھر بھی انبیاء کے لئے علم غیب کا انکار نہ کر سکے اگرچہ مولویصاحب نے اجمال سے کام لیا ہے۔ مگر ہم اس آیت کی تفسیر ذرا مفصل کرینگے۔ مولویصاحب اس آیت میں علم "ذاتی" کی نفی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء خود بخود غیب نہیں جانتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے امور غیبیہ پر مطلع ہوتے ہیں جمیع ماکان

و ما یکون کی نفی کا اس میں کوئی لفظ نہیں۔ چنانچہ امام ابن حجر مکی فتاوی حدیثیہ میں
میں فرماتے ہیں معناہا لا یعلم ذلک استقلالا و علم احاطۃ بکل المعلومات
اللہ تعالیٰ واما المعجزات والکرامات فباعلام اللہ تعالیٰ۔ خلاصہ یہ کہ علم غیب ذاتی
یا استقلالی کی نفی ہے اسکا یہ مطلب نہیں کہ خدا کے بتلانے سے بھی علم غیب انبیاء
نہیں جانتے یا نفی کل معلومات الٰہیہ کی ہے نہ جمیع موجودات کی۔ پس ہمارا اعتقاد ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب خدا کے بتلانے سے ہے بالذات یا بالاستقلال
نہیں کہ شرک فی العلم ہو سکے۔ ایسا ہی لکھا ہے شرح جامع صغیر میں امام مناوی رحمۃ اللہ نے
اور اگر ایسا نہ مانا جائے تو قرآن میں تعارض لازم آئیگا کیونکہ بعض آیات قرآنیہ
سے علم غیب انبیاء کے لئے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے جیسے فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا
اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ اور وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ
مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ۔ وغیرہ جنکا مطلب آئندہ بوجہ استدلال لکھا جائیگا ان شاء اللہ تعالیٰ
پس ہم اس تناقض کو یوں اٹھا سکتے ہیں کہ جن آیتوں میں علم غیب کی نفی ہے وہاں
علم غیب ذاتی یا استقلالی کی نفی ہے اور جن آیتوں سے انبیاء کے لئے علم غیب
ثابت ہوتا ہے وہاں علم غیب اضافی یا عطائی مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے ہوتا ہے

شک۔ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ (سورہ یٰس) اپنے نبی کو ہمنے شعر کا علم
نہیں دیا اور نہ یہ چیز انکی شان کے لائق ہے۔ ماکان و مایکون میں ایک چیز شعر بھی ہے
اسکا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا نہیں ہوا۔ لہذا جمیع ماکان و مایکون کا دعوی غلط ہو گیا۔

فک۔ مولویصاحب! اسکا مطلب یہ نہیں کہ حضور کو شعر کا علم نہیں دیا گیا اور آپ
شعر کے علم و ادراک صحت و سقم ردی وجید وغیرہ سے ناواقف تھے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ
آپ پر شعر کی نظم دادا دشوار تھی جس سے ثابت ہوا کہ علم شعر کی نفی نہیں ہے بلکہ ملکہ کی
نفی ہے علم اور ملکہ میں فرق ہے۔ کہا جائے کہ زید روٹی پکانا نہیں جانتا تو اسکا مطلب یہ ہوگا
کہ زید کو روٹی پکانیکا ملکہ نہیں ہے نہ یہ کہ زید کو اسکا علم ہی نہیں کہ روٹی کیسے پکتی ہے۔ اور ایسا
ہی لکھا ہے صاحب تفسیر خازن اور صاحب تفسیر مدارک اور امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں کہ آپ

شعر گوئی پر قادر نہ تھے جسکی وجہ اسی آیت میں ہے کہ یہ آپکی شان کے لائق نہیں کیونکہ شک فی النبوۃ کا باعث ہے مگر شعر کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علی وجہ الکمال تھا۔ روی وجید موزون غیر موزون سب کچھ جانتے اس دعویٰ کے ثبوت میں منجملہ تفسیر روح البیان کی عبارت درج ذیل ہے ولما کان الشعر مما لا ینبغی لانبیاء علیهم السلام لم یصدر من النبی صلی اللہ علیہ وسلم بطریق الانشاء دون الانشاد الا ماکان بغیر قصد منه وکان کل کمال بشری تحت علمه الجامع فکان یجیب کل فصیح و بلیغ و شاعر واشعر وکل قبیلة بلغاتهم وعباراتهم وکان یعلم الکتاب علم الخط واهل الحرف صوفتهم ولذا کان رحمة للعلمین (جلد ۳ ص ۴۳۲) خلاصہ یہ کہ آپ سے بطریق انشاء شعر اسلئے صادر نہیں ہوا کہ یہ انبیاء کی شان کے لائق نہیں الا بلاقصد باوجودیکہ ہر بشری کمال آپکے علم جامع کے ماتحت ہے یہی وجہ ہے کہ ہر فصیح وبلیغ شاعر و اشعر اور ہر قبیلہ کو آپ اُنہی کے لغات ومسلمات سے جواب دیتے تھے۔ کاتبوں کو علم خط سکھاتے تھے اور اہل حرفت کو حرفت کی تعلیم دیتے تھے کیونکہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں تو جب ہر کمال بشری آپکے علم کے ماتحت ہے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ شعر کا علم حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ ہو۔ اور جلد ثالث ص ۲۸۲ پر اس سے بھی زیادہ تصریح ہے حیث قال والظاهر ان المراد ما ینبغی له من حیث نبوته وصدق لهجته ان یقول الشعر لان المعلم من عند الله لا یقول الا حقا وهذا لا ینافی کونه فی نفسه قادرا علی النظم والنثر یعنی بہ حیثیت نبی و صادق البیان ہونیکے شعر کہنا آپکے مناسب حال نہیں کیونکہ خدا کا مُعلَّم جو کہتا ہے حق ہی کہتا ہے اور یہ اُسکے منافی نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شعر کی نظم و نثر پر بھی قادر نہیں ہیں۔ قطع نظر تفاسیر کثیرہ کے ذرا مدارک کی عبارت بھی ملاحظہ فرمائے جائیے۔ ای جعلناه بحیث لو اراد قرض الشعر لم یتات له ذلک یعنے ہمنے آپ کو ایسا کیا ہے کہ اگر شعر گوئی کا ارادہ کریں تو اسپر قادر نہ ہو سکیں اور اسکو ادا نہ کر سکیں کیونکہ یہ شان نبوت کے لائق نہیں اسکا یہ مطلب نہیں کہ آپکو شعر کا علم ہی نہیں۔ شعر دو معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ عرفی اور منطقی جیساکہ تفسیر

کبیر میں امام فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں اَنَّ الشعر ھو الکلام الموزون الذی قصد الی وزنہ۔ دوم یہ کہ وزن وقافیہ شعر کے رکن نہیں ہیں بلکہ مقدمات مخیلہ کا ایراد رکن شعر ہے۔ پس جو مقدمات مخیلہ سے مرکب ہو شعر ہے۔ چونکہ کفار عرب آپ کو شاعر بمعنے کاذب کہتے تھے لہذا یہی معنے مولوی صاحب کی آیت پیش کردہ میں مقصود ہیں یا مفسرین اس آیت سے اور معنے مراد لیتے ہیں۔ مدارک میں ہے۔

(وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ) ای وما علمنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم قول الشعراو ما علمناہ بتعلیم القرآن الشعر علی معنیٰ ان القرآن لیس بشعر یعنی ہمنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تعلیم قرآن کے ساتھ شعر نہیں سکھایا یعنی مطلب یہ کہ قرآن شعر نہیں ہے اور اس امر کا ثبوت کہ علم بمعنے ملکہ بھی ہوتا ہے۔ تلویح کی عبارت ذیل سے سنئے ولا نسلم ان لادلالۃ للفظ العلم علی التھیؤ المخصوص فان معناہ ملکۃ یقتدر بھا علی ادراک جزئیات الاحکام واطلاق العلم علیھا شائع ذائع ہم کہتے ہیں اگرچہ علم شعر وغیرہ کا ملکہ شان نبوت کے لائق نہیں۔ مگر فی نفسہٖ کوئی علم مذموم نہیں چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر عزیزی پارہ اول میں فرماتے ہیں "درا ینجا باید دانست کہ علم فی نفسہٖ مذموم نیست ہر چونکہ باشد"۔ اور صفحہ ۲۸۱ پر لکھتے ہیں "دوم آنکہ آں علم اگرچہ فی نفسہٖ حذرے ندارد لیکن ایں کس بسبب قصور استعداد خود دقائق آں علم رانمی تواند دریافت وچوں بدقائق آں نرسید در جہل مرکب گرفتار شد" اس سے ثابت ہوا کہ کسی علم کے ضرر کا سبب کم استعدادی اور ناقابلیت ہے ورنہ فی نفسہٖ کوئی علم مضر و مذموم نہیں۔ اور کم استعدادی اور ناقابلیت ہمارے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے قطعًا ناممکن۔ تو ثابت ہوا کہ آپ ہر علم کے عالم تھے۔ اسکے آگے مولوی صاحب نے شرح عقائد نسفی کی عبارت لکھی ہے جو انبیاء کی تعداد کے متعلق ہے۔ عبارت لکھنے کے بعد قسطلوز ہیں۔

شک دیکھئے کیسی صاف عبارت ہے، جس سے جمیع ماکان ومایکون کا دعویٰ باطل ہوتا ہے مصنف نے قرآن مجید کی آیت سے ثابت کیا ہے کہ حضور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بعض

نبیوں کی اطلاع نہیں دیگئی کیا انبیاء علیہم السلام ماکان و مایکون میں نہ تھے۔

فک ۔ وہ آیت جسکی طرف مولویصاحب بحوالہ شرح عقائد نسفی اشارہ کرتے ہیں یہ ہے مِنْهُم مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُم مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ یعنی انبیاء میں سے بعض کا حال ہمنے آپ سے بیان کیا اور بعض کا نہیں۔ یہ ہے مولویصاحب کے سارے مضمون کی جان۔ اب جواب سنئے۔ ملا علی قاری مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صنہ ۱ پر رطب اللسان ہیں۔ ھذا لاینافی قولہ تعالیٰ ولقد ارسلنا رسلاً من قبلک منھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک لان المنفی ھو التفصیل والثابت ھو الاجمال او النفی مقید بالوحی الجلی والثبوت متحقق بالوحی الخفی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حدیث میں انبیاء کی تعداد بتائی ہے یہ تعداد بتانا آیت مذکورہ کے منافی نہیں اسلئے کہ آیت میں نفی تفصیل کی ہے اور اجمال ثابت ہے، یا یہ کہ نفی وحی جلی کے ساتھ مقید ہے اور ثبوت متحقق ہے ساتھ وحی خفی کے پس ثابت ہوا کہ بعض انبیاء کا علم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی جلی دیا گیا اور بعض کا بذریعہ وحی خفی لہذا کل انبیاء کا علم آپکے لئے ثابت پس احادیث میں کہ جس میں تعداد انبیاء علیہم السلام حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہے۔ اور آیت مذکورہ میں کوئی تناقض نہ رہا۔ اس سے آگے مولویصاحب نے کتب فقہ کیطرف رجوع کیا ہے۔ علامہ شامی اور ملا علی قاری علیہما الرحمۃ کی عبارتیں لکھی ہیں۔ مگر چونکہ مفہوم دونوں کا ایک ہے لہذا ملا علی قاری کی عبارت شرح فقہ اکبر سے درج ذیل ہے

اعلم ان الانبیاء علیہم السلام لم یعلموا المغیبات الا ما اعلمھم اللہ تعالیٰ احیاناً وذکر الحنفیۃ تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ۔ خلاصہ یہ کہ انبیاء غیب نہیں جانتے مگر جو اللہ نے انکو بتایا۔ اور جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں اُسکو حنفیہ نے کافر کہا ہے کیونکہ یہ عقیدہ آیت قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

مولوی حسن علیصاحب کی پیش کردہ عبارت شرح فقہ اکبر ملا علی قاری کا دندان شکن جواب۔

الغیب الا اللہ کے مخالف ہے۔ اب جواب ملاحظہ ہو۔

مولویصاحب یہ فتوائے تکفیر نہ صرف قائلین غیب پر ہی چسپاں ہوتا ہے بلکہ خود ملا علی قاری بھی اس سے مبرا نہیں ہو سکتے تاوقتیکہ دو علم غیب ذاتی اور عطائی نہ مانے جائیں ؎

صوفی ورندہیں دونوں تیرے غمزے سے تباہ ۔ خانقاہ گرچہ ہے ویراں تو خرابات خراب

ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ قرآں کی جن آیات سے نفی علم غیب کی ثابت ہوتی ہے اس سے مراد علم غیب ذاتی یا استقلالی ہے۔ اور جن آیات سے اثبات ہوتا ہے اُن سے مراد علم غیب اضافی یا عطائی ہے ورنہ تناقض لازم آئیگا جسکے ارتفاع کی کوئی صورت ہی نہیں۔ ایسا ہی فقہ وغیرہ کی کتابوں کا حال ہے۔ جس جس کتاب میں فقہائے کرام نے علم غیب کی نفی فرمائی ہے اس سے مراد علم غیب ذاتی ہے اور جہاں ثابت کیا ہے وہاں مقصود علم غیب عطائی ہے۔ ناظرین کو چاہیئے کہ اس تقریر کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔ اب جواب سنئے۔

یہی ملا علی قاری رحمہ اللہ شرح شفا جلد اول ص۲۶ پر فرماتے ہیں ما اطلع علیہ من الغیوب ای الامور الغیبیۃ فی الحال وما یکون ای سیکون فی الاستقبال یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حال و استقبال دونوں زمانوں کے امور غیبیہ پر مطلع فرمایا ہے۔ اور پھر یہی ملا علی قاری رحمۃ اللہ مرقات شرح مشکوۃ جلد پنجم ص۳۲۷ پر فرماتے ہیں دل ذٰلک علی انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من المبدا والمعاد والمعاش یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مبداء و معاد اور معاش دنیا و آخرت سب چیزوں کی خبر ایک ہی مجلس میں بتادی۔ جمیع موجودات کی خبر ایک ہی مجلس میں بتانا خارق عادات سے معجزہ ہے۔ کیوں حضرت مولویصاحب۔ یہی علامہ علی قاری ہیں جنہوں نے قائلین غیب پر کفر کا فتویٰ جڑ اتھا۔ وہ تو خود جمیع موجودات کا علم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مان رہے ہیں تو کیا آپکے اصول کے مطابق یہ لازم نہیں آتا کہ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ نے اپنے آپ پر بھی کفر کا فتویٰ دیا

اک ہم ہی تیری چال سے پستے نہیں صنم ۔ پامال کبک بھی تو ہوئے کوہسار میں

سنو! اسکی وجہ وہی ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے کہ جہاں کہیں بھی علم غیب کی نفی ہے، اس سے مراد علمِ غیب ذاتی ہے اور اثبات ہے تو عطائی کا۔ ورنہ عبارات مذکورہ ملا علی قاریؒ کا تناقض رفع کر کے دکھاؤ جسکی تمہارے پاس کوئی صورت نہیں۔ پس کفر کا فتوٰے بالاتفاق اُسی پر ہے جو مخلوق کیلئے بالذات بے تعلیم الٰہی علمِ غیب مانے کہ جسپر دلیل نہ ہو سو یہ ہمارا عقیدہ نہیں۔ ہم لوگ بہ تعلیم الٰہی مخلوق کیلئے عطائی علمِ غیب کے قائل ہیں۔ جو دلیل سے ثابت ہو جسکے جملہ فقہائے کرام خصوصًا ملا علی قاریؒ بھی قائل ہیں۔ کما مرّ۔

شک - وفی الخانیۃ وفی الخلاصۃ لو تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ لا ینعقد ویکفر لاعتقاد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب یعنی فتاویٰ خانیہ وغیرہ میں ہے کہ اگر اللہ اور رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کو گواہ کر کے نکاح کرے تو صحیح نہ ہوگا اور کافر ہو جائیگا بہ سبب اس اعتقاد کے کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غیبدان جانا۔

فک - اس سے آگے مولویصاحب نے درمختار کی عبارت لکھی ہے جسکا مطلب بھی وہی ہے جو فتاویٰ قاضیخان وغیرہ کی عبارات کا ہے۔ یہ قول نہایت ضعیف ہے، اس کا ضعف لفظ قیل سے ہی ظاہر ہے جو درمختار کی عبارت میں آپنے بھی لکھا ہے۔ یہ لفظ منقول عن المجہول یا منقول عن المجروح ہونے پر اس قول کے صاف دلالت کر رہا ہے۔

اور سنئے۔ ردّ المحتار شامی۔ حاشیہ۔ یا شرح درمختار جلد ثانی صہ ۲۷۶ پر فیصلہ موجود ہے۔

(**قولہ** - قیل یکفر) لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب - قال فی التاتارخانیۃ وفی الحجۃ ذکر فی الملتقط انہ لا یکفر لان الاشیاء یعرض علی روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم وان الرسل یعرفون بعض الغیب - قال اللہ تعالیٰ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ - قلت بل ذکر فی کتب العقائد ان من جملۃ کرامات الاولیاء الاطلاع علی بعض المغیبات ورد اعلی المعتزلۃ المستدلین۔

یعنی یہ قول کہ اس نے اعتقاد کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیب داں ہیں۔ کہا فتاوٰے تاتارخانیہ وغیرہ میں اور ملتقط میں ذکر ہے کہ بہ تحقیق وہ شخص کافر نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ

مولوی تحسین علیصاحب کی اس بات کا جواب کہ خدا و رسول کی شہادت سے نکاح کرنیوالا اس لئے کافر ہے کیونکہ اس نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب داں جانا۔

سب اشیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر روشن ہیں اور بعض غیب انبیاء علیہم السلام جانتے ہیں جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اللہ تعالیٰ جاننے والا غیب کا ہے نہیں ظاہر کرتا غیب کسی پر مگر جس کسی کو پسند کرتا ہے اپنے رسولوں سے۔ میں کہتا ہوں کہ کتب عقائد میں ہے کہ بعض غیب پر اطلاع پانا اولیاء کی کرامات سے ہے اور اسمیں معتزلہ کی تردید ہے۔

ف۔ یہ جو کہا کہ یعرفون بعض الغیب اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ انبیاء کو خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ کا علم نہیں تھا بلکہ بعض علم غیب تھا۔ نہیں نہیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ بمقابلہ علم الٰہی کے انبیاء کو علم غیب بعض ہوتا ہے، جہاں کہیں بھی کتب فقہ وغیرہ میں بعض کا لفظ ہے اس سے یہی مراد ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بمقابلہ علم الٰہی کے علم غیب بعض ہے مگر اس بعض کی وسعت بھی اتنی ہے کہ علم لوح محفوظ۔ عرش کرسی آسمان زمین جمیع ماکان ومایکون کو محیط ہے۔ بعض ہے تو بمقابلہ علم الٰہی کے ہے نہ کہ فی نفسہ۔

کیوں مولٰنا حضرت! اب تو مطلع صاف ہوا۔ اور لیجئے معدن الحقائق شرح کنز الدقائق میں ہے والصحیح انہ لایکفر لان الانبیاء علیہم السلام یعلمون الغیب ویعرض علیہم الاشیاء یعنی صحیح قول یہی ہے کہ وہ شخص کافر نہیں ہوتا کیونکہ انبیاء علیہم السلام غیب جانتے ہیں اور انپر اشیاء پیش کی جاتی ہیں۔ خزانۃ الروایات وغیرہ باب النکاح میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ اب اسکی اصل وجہ سنئے۔ طحطاوی حاشیہ درمختار میں ہے قولہ "یکفر" لعل وجھہ انہ حلل ماحرم اللہ تعالیٰ لان اللہ تعالیٰ لم یحل النکاح الا بشھود من الجنس فاذا اعتقد الحل بغیر ذلک فقد خالف۔ یعنی اس خوف کی وجہ کہ خدا اور رسول کی شہادت سے نکاح کرنیوالا کافر ہو جاتا ہے یہ ہے کہ اس نے اس چیز کو حلال اعتقاد کیا جسکو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب تک دو گواہ انسان اسکی جنس سے موجود نہ ہوں نکاح جائز نہیں ہوتا پس کافر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس نے بغیر شہادت دو گواہوں کے (جو جنس انسان سے ہونے چاہئیں)

نکاح حلال ہونیکا اعتقاد کیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کی۔ نہ یہ وجہ کہ اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو غیب دان جانا۔ کیا مولوی عبدالشکور صاحب کوئی آیت یا حدیث صحیح پیش کر سکتے ہیں کہ تمام نزول قرآن کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فلاں امر پوشیدہ رہا۔ تحفہ لاثانی صہ ۳۲ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نثار احمد صاحب نے مناظرہ میں اپنے دعویٰ کے ثبوت میں عموماً چار آیات قرآنیہ پیش کیں جو یہ ہیں۔

۱۔ تِلْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَا اِلَيْكَ ۔۲۔ ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۔۳۔ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ ۔۴۔ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ۔ ان آیات کا جو جواب مولوی عبدالشکور صاحب نے دیا ہم اسکو خلاصۃً نقل کر کے جواب دیتے ہیں۔

شک۔ دُرِّ مختار کی عبارت ان الرسل یعرفون بعض الغیب سے بعض علمِ غیب ثابت ہوتا ہے نہ کہ علم ماکان و مایکون۔ پیش کردہ چار آیات میں سے دو میں مِنْ تبعیضیہ ہے اور دو میں اگر بعض کی لفظ نہیں تو کل کی بھی نہیں۔ اور اگر کل مراد لیا جائے تو "ماکان و مایکون" سے بھی یہ لفظ وسیع ہو جائے گا۔ اور علم حق تعالیٰ کے ساتھ برابری لازم آئیگی۔

فک۔ ہم عرض کر چکے ہیں کہ جہاں کہیں بعض کا لفظ ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ بمقابلہ علمِ الٰہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علمِ غیب بعض ہے اور یہ جو کہتے ہو کہ اگر کل مراد لیا جائے تو ماکان و مایکون سے بھی یہ لفظ زیادہ وسیع ہو جائیگا اور علم حق تعالیٰ کے ساتھ برابری لازم آئیگی بالکل بے دلیل ہے اسپر آپنے کوئی حجت پیش نہیں کی۔ سنئے ہم اہلسنت ایک جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو کلی مانتے ہیں۔ ایک سے بعض یا جزئی۔ اگر پہلی دو آیات میں مِنْ تبعیضیہ ہے تو ہو کہ ہم بعض معلومات آلٰہیہ کا علم حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے مانتے ہیں۔

اور یہ موجبہ جزئیہ ہے۔ پس اس جہت سے ہم علم غیب بعض کے قائل ہوئے اور یہی مِن تبعیضیہ کا مقتضیٰ ہے جو ہمیں کسی طرح مضر نہیں۔ اور یہ جو ہم جمیع ماکان وما یکون کا علم حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے مانتے ہیں یعنی کل شئ معلوم لنبینا صلے اللہ علیہ وسلم اور یہ موجبہ کلیہ ہے۔ تو اس جہت سے ہم علم غیب کلی کے قائل ہوئے۔ جب ہم بار بار کہتے ہیں کہ علم باریتعالیٰ کے مقابلہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کو وہی نسبت ہے جو سمندر سے قطرے کو بلکہ یہ بھی متصور نہیں تو پھر اس بہتان کے کیا معنے کہ ہم علم حق تعالیٰ اور علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں برابری کے قائل ہیں۔ جمیع ماکان وما یکون کا علم بمقابلہ علم باریتعالیٰ کے قلیل اور بعض ہے کیونکہ یہ محدود ہے وہ غیر محدود۔ یہ متناہی وہ غیر متناہی۔ یہ ممکن وہ واجب۔ یہ عطائی وہ ذاتی۔ یہ مخلوق ہے وہ نا مخلوق۔ یہ با دلیل ہے وہ بے دلیل۔ یہ جزئی ہے وہ کلی۔ علم الٰہی کی کوئی حد معین نہیں۔ جمیع ماکان وما یکون کا علم تو بمقابلہ علم الٰہی بعض بلکہ قلیل بلکہ اقل ہے۔ چنانچہ علامہ شہاب الدین خفاجی حواشی بیضاوی میں رطب اللسان ہیں۔

ان معلومات اللہ تعالیٰ لانہایۃ لھا وغیب السموات والارض ومابین ومنہ ومایکتمون قطرۃ منھا یعنی علم باریتعالیٰ کی کوئی حد نہیں آسمانوں اور زمینوں وغیرہ کے علم ایک قطرہ ہیں اسکے علم کے مقابلہ میں۔ تو گو علم جمیع ماکان وما یکون بمقابلہ علم الٰہی ایک قطرہ ہے مگر بجائے خود قلیل نہیں۔ قلیل ہے تو بمقابلہ علم الٰہی کے ہے۔ نہ کہ فی نفسہ۔ مولوی نثار احمد صاحب نے مناظرہ میں کہا کہ علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ نسبت علم الٰہی ایسا ہے جیسا کہ ایک چڑیا سمندر سے اپنی چونچ بھر لے۔ اسپر مولوی عبد الشکور صاحب رقمطراز ہیں۔

شک۔ چڑیا کی چونچ کی پُر توہین مثال مولوی نثار احمد صاحب نے پے در پے چار تقریروں میں بیان کی۔ نعوذ باللہ (صہ ۳۲)، دل انکے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعظمت سے خالی ہیں ورنہ چڑیا کی چونچ کی مثال مولوی نثار احمد صاحب کی زبان سے نہ نکلتی (صہ ۴۲)۔

فائدہ۔ مثال یہ ہے کہ جتنا پانی چڑیا سمندر سے اپنی چونچ میں لے۔ اور جو نسبت اُس تھوڑے سے پانی کو سمندر سے ہے وہی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی بمقابلہ علم الٰہی کے ہے۔ اس مثال کو مولویصاحب پر توہین فرماتے ہیں۔ حالانکہ اس میں توہین کا کوئی لفظ نہیں۔ مثل مشہور ہے کہ مسئلہ علم غیب علماء دیوبند کی جڑ ہے تو آج اسکی تصدیق ہوگئی۔

اے یارو آؤ۔ یہی چڑیا کی چونچ کی مثال ہم تمکو صحیح بخاری سے دکھائیں جسپر تم مضحکہ اُڑا رہے ہو۔ بخاری شریف میں ہے۔ وقع عصفور علی حرف السفينة فغمس منقاره فی البحر فقال الخضر لموسیٰ ما علمك وعلمی وعلم الخلائق فی علم الله تعالیٰ الا مقدار ما غمس هذا العصفور منقاره الحدیث۔ خلاصہ یہ کہ کشتی کے کنارہ پر بیٹھکر ایک چڑیا نے دریا میں اپنی چونچ تر کی۔ تو حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میرا اور تیرا بلکہ جمیع مخلوقات کا علم حق تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں ایسا ہی ہے جیسا کہ دریا کے مقابلہ میں اس چڑیا کا اپنی چونچ تر کرلینا۔ کیوں مولٰنا۔ آپکے نزدیک تو شاید حضرت خضر علیہ السلام بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بلکہ جمیع انبیاءؑ کی (کیونکہ وہ بھی خلائق میں داخل ہیں) توہین ہی کر رہے ہیں۔ اب بتاؤ۔ اگر یہ مثال پر توہین ہے تو اسکا اثر کس پر پڑا۔ بخاری اُٹھا کر دیکھ لو۔ کہ یہ کس ذات ستودہ صفات کا کلام ہے جسکے محض نقل کردینے پر آپ اسقدر ناراض ہیں۔ اے خدا۔ تو علیم بذات الصدور ہے۔ ہم ہرگز شرک فی العلم کے قائل نہیں۔ اور نہ ہم تیرے علم میں کسیکو ساجھی سمجھتے ہیں بلکہ ہمارا عقیدہ وہی ہے جو کتاب لاریب سے تیری ثابت ہوتا ہے۔

ایک اور طریق سے بھی یہ مسئلہ طے ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب لاریب میں ارشاد فرماتے ہیں وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ یعنے ہم نے اُتاری تمپر کتاب جس میں ہر چیز کا بیان ہے۔ تو حضور قرآن مجید کے عالم پس آپ ہر چیز کے عالم۔ ہمارا یہ دعویٰ کہ جوں جوں نزول قرآن ہوتا گیا آپ کو وقتاً فوقتاً

غیب پر اطلاع ہوتی رہی اور تمامی نزول قرآن کے بعد آپ جمیع ماکان ومایکون کے عالم ہوئے۔ اس سے ثابت ہو گیا۔ اسپر مولوی عبد الشکور صاحب دو اعتراض کرتے ہیں جو خلاصۃً بمعہ جواب درج ذیل ہیں:۔

شک۔ اسپر میرے دو اعتراض ہیں کہ۔ کیا حضورؐ کی تمام عمر بے کمالی ہی میں گذری۔ دوم۔ یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب آخیر عمر میں ملا۔

فک۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ دنیا میں نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال کی عمر میں عطا ہوئی۔ تو کیا عطائے نبوت سے پیشتر جتنی عمر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی گذری وہ (معاذ اللہ) بے کمالی ہی میں گذری؟ یہ تو تھا جواب کا الزامی پہلو۔ اب جو جواب مولوی عبد الشکور صاحب اسکا دیں وہی ہماری طرف سے بھی سمجھ لیں۔ تحقیقی پہلو یہ کہ جس طرح قرآن شریف کا نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نجماً نجماً ہوا۔ اسیطرح کمالات بھی جو لوازمات نبوت ہیں وقتاً فوقتاً موقع بموقع ظہور میں آئے۔ چنانچہ تِبیاناً لِکُلِّ شَیءٍ کل قرآن شریف کی صفت ہے نہ بعض کی پس تمام نزول قرآن کے بعد حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم پر جمیع ماکان ومایکون کے غیوب منکشف ہو گئے۔ اسکا جواب مولوی عبد الشکور صاحب یوں دیتے ہیں

شک۔ آیت میں کُلّ شَیءٍ سے مراد صرف وہی کل اشیاء ہیں جو دین سے تعلق رکھتی ہوں۔ اور اس مراد کا قرینہ یہ ہے کہ قرآن مجید دین کی کتاب ہے۔ اسکو دنیا کی خرافات سے کیا واسطہ۔ نظیر اسکی یہ ہے کہ حضرت بلقیس کے متعلق قرآن شریف میں ہے اُوتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیءٍ یعنی بلقیس کو ہر چیز دیگئی حالانکہ اُسکو نبوت وغیرہ نہیں ملی۔

فک۔ افسوس! مولویصاحب نے تفصیل نہیں کی کہ وہ کونسی اشیاء ہیں جنکا ذکر قرآن شریف میں نہیں۔ یا جو دین سے متعلق ہیں۔ ہم تو کوئی ایسی چیز نہیں پاتے جسکا تعلق دین سے نہ ہو۔ ہر بری چیز کا بھی گونہ تعلق ہے مثلاً چوری۔ جوا۔ زنا۔

شراب، لحم خنزیر وغیرہ۔ شریعت مطہرہ بلکہ خود قرآن مجید میں حرام قرار دیگئی ہیں۔ تو یہ بھی ایک قسم کا تعلق ہے خواہ کیسا ہے۔ یا آپ نے تفصیل فرمائی ہوتی جمیع ماکان وما یکون ہیں۔ چونکہ سب اشیاء داخل ہیں اسلئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو سب کا علم ہے۔ اس میں کونسی قباحت لازم آتی ہے۔ مولٰنا بتاؤ وہ کونسی اشیاء ہیں جنکا ذکر قرآن مجید میں نہیں۔ ذرا آیت وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ، کو مدنظر رکھنا۔ قرآن شریف میں بکثرت آیات ملتی ہیں جن میں ارشاد ہے کہ قرآن مجید میں ہر چیز کی تفصیل ہے۔

تفسیر اتقان ص۲۶۸ سے ایک اور حجت قطعی سنئے جسکے ملاحظہ فرمانیکے بعد اعتراض کی گنجائش ہی نہ رہیگی حکی ابن سراقۃ فی الکتاب الاعجاز عن ابی بکر بن مجاھد انہ قال ما من شئ فی العالم الا وھو فی کتاب اللہ۔ فقیل لہ فاین ذکر الخانات فقال فی قولہ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ فھی الخانات۔ یعنی کتاب الاعجاز میں ابن سراقہ ابو بکر بن مجاہد سے حکایت کرتے ہیں کہ ایک روز اُنہوں نے فرمایا کہ جہان کی کوئی چیز ایسی نہیں جسکا ذکر قرآن شریف میں نہ ہو۔ کسی نے سوال کیا کہ بھلا سراؤں کا کہاں ذکر ہے؟ تو آپنے فرمایا کہ اس آیت میں لیس علیکم جناح ان تدخلوا الخ ہے

جمیع العلم فی القرآن لکن　　　تقاصر عنہ افہام الرجال

پس ثابت ہوا کہ ہر چیز کا ذکر قرآن شریف میں ہے اور حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے عالم ہیں۔ پس جمیع اشیاء ماکان وما یکون کا علم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہوا۔ حدیث تجلّی لی کل شئی کو مولویصاحب نے خود لکھا ہے جو جمیع موجودات پر دلیل قوی ہے۔ اور یہاں حضرت بلقیسؑ کی مثال پیش کرکے مولویصاحب نے اس کلیت کو محدود کرنے کی کوشش کی ہے جو قیاس مع الفارق ہے۔ مولویصاحب کہتے ہیں اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ سے مراد وہی اشیاء ہیں جو متعلقہ بامور سلطنت ہیں ایسے ہی حدیث میں کل شئی سے مراد وہی اشیاء ہیں جو دین سے

متعلق ہیں۔ اور یہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ دین یا قرآن سے غیر متعلق کوئی چیز نہیں۔ پس جمیع موجودات کا علم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت! افسوس! تِلْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ الآیۃ وغیرہ میں مِنْ تبعیضیہ مولوی صاحب کو نظر پڑا مگر اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سے لسنہ اعماض کیا اور چپکے سے نکل گئے۔ تحفۃ لاثانی صفحہ ۳۲ میں مولوی صاحب نے قیامت میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نفی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

شک - يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَا اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ - ترجمہ - جسدن جمع کریگا اللہ رسولوں کو یعنی قیامت کے دن اور ان سے پوچھیگا کہ تمکو قوم کیطرف سے کیا جوابات ملے۔ وہ کہینگے ہم کو کچھ علم نہیں غیبوں کا جاننے والا تو ہی ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ قیامت کے دن بھی حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی غیب دانی سے انکار فرمائینگے۔ لہذا اخیر عمر میں بھی علم غیب کا ملنا غلط ہوگیا۔

فک - ایسے شبہات عدم تدبر سے ناشی ہیں۔ مولوی صاحب! کیا آپ انبیاء علیہم السلام کو جو جوابات انکی اُمتوں نے دیئے انکا علم نہیں ہوگا؟ ہوگا اور ضرور ہوگا۔ لَا عِلْمَ لَنَا کہنا بمقابلہ علم الٰہی اپنے علم کی نفی کرنا مقصود ہے جو مقتضائے ادب ہے اسپر دلیل سنئے۔ تفسیر خازن جلد اول صفحہ ۵۰۲ میں بحوالہ تفسیر کبیر امام فخر الدین رازیؒ منقول ہے ان الرسل علیهم السلام لما علموا ان الله تعالى عالم لا يجهل وحليم لا يسفه وعادل لا يظلم علموا ان قولهم لا يفيد خيرا ولا يدفع شرا فرأوا الادب فى السكوت وتفويض الامر الى الله تعالى وعدله فقالوا لَا عِلْمَ لَنَا خلاصہ یہ کہ انبیاء علیہم السلام کو سب علم ہوگا کہ حق تعالیٰ عالم ہے حلیم ہے عادل ہے کسی پر ظلم نہیں کرتا تو از راہ تواضع و ادب سب امور خدا کو سپرد کر کے کہینگے لَا عِلْمَ لَنَا۔ اور از روئے ہضم و تواضع کسر نفسی سے اپنے علم کی نفی علم الٰہی کے سامنے کرینگے ورنہ جو جواب انکی قوم نے انکو دیئے اور وہ انکو سن چکے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے

کہ وہ سب انکو بھول جائیں۔ اس سے آگے بھی مولویصاحب نے کچھ آیات قرآنیہ اور اقوال وغیرہ پیش کئے ہیں جنکا جواب اسی قدر کافی ہے کہ فرنگی محلّی صاحب کے مقلدین سے انکا جواب لے لو۔ ہم انکے مقلّد نہیں وہ کوئی مجتہد نہ تھے۔ خصم کو جواب اُسکے مسلّمات سے دینا چاہیئے۔ ہاں۔ جن آیات سے آپنے اپنے مدعا کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے انکا جواب ہم سے لیجئے۔

مولوی تحسین علیصاحب کی پیش کردہ آیت نمبر ۵ و نمبر ۶ کا جواب

شک ۔ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ الخ ”تو کہہ میں نہیں کہتا کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ تعالیٰ کے اور نہ میں جانوں غیب کی بات“۔ کس صراحت کے ساتھ خاص نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا نے حکم دیا کہ اعلان کردیجئے کہ میں غیب دان نہیں ہوں قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ۔ ”کہہ کہ میں نہیں مالک اپنی جان کے بھلے کا نہ بُرے کا مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں جانا کرتا غیب کی بات کو تو بہت خوبیاں لیتا۔ اور مجھکو برائی بھلائی کبھی نہ پہونچتی“۔ صاحب معالم التنزیل اس آیت کے مطلب میں لکھتے ہیں۔ خوبی اور برائی سے مراد دُنیا کا آرام و تکلیف ہے یعنی میں غیب دان ہوتا تو دنیا کی تکلیف سے بچ جاتا جیسے غزوۂ اُحد میں شکست ہوئی نہ ہوتی۔ اور ہوسکتا ہے کہ خوبی اور برائی کو عام رکھا جائے۔ اس صورت میں آخرت کے متعلق اجمالاً تو آپ کو آپکے اور آپکے موافقین و مخالفین کے انجام سے حق تعالےٰ نے مطلع کردیا تھا۔ مگر تفصیل کی آپ کو اطلاع نہ تھی۔

فک ۔ یہ آیتیں نفی علم غیب پر دلیل نہیں ہوسکتیں۔ کیونکہ ایسا کہنا تواضع اور کسر نفسی سے ہے۔ گھبرائیے نہیں ہم سے اس دعویٰ کی دلیل سنئے۔ ملاحظہ ہو تفسیر خازن جلد ثانی ص ۱۶۷ تحت آیت لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ یعنی ولو کنت اعلم الغیب وقت الخصب والجدب لاستکثرت من المال (وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ) یعنی الضر والفقر والجوع۔ اب روشن ہوا کہ یہاں خیر کے معنے مال کے ہیں تو مال کی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کیا ضرورت۔ پھر یہی صاحب

تفسیر خازن فرماتے ہیں فان قلت قد اخبر صلی اللہ علیہ وسلم عن المغیبات وقد جاءت احادیث فی الصحیح بذالک وھو من اعظم معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فکیف الجمع بینہ وبین قولہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت الخ قلت یحتمل ان یکون قالہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سبیل التواضع والادب والمعنی لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی اللہ علیہ ویقدرہ لی ویحتمل ان یکون قال ذالک قبل ان یطلعہ اللہ عزوجل علی الغیب فلما اطلعہ اللہ عزوجل اخبر بہ کما قال اللہ تعالیٰ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (قولہ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ) یعنی الجنون وذالک انھم نسبوہ الی الجنون۔ مختصر خلاصہ یہ کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت سے غیب کی خبریں بتائی ہیں۔ اور یہ آپؐ کے اعظم معجزات سے ہے تو پھر وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ کا کیا مطلب؟

صاحب تفسیر خازن اسکا جواب دیتے ہیں کہ اس آیت میں علم غیب کی نفی کرنا ازروئے تواضع وادب کے ہے اور مطلب یہ کہ میں غیب خدا کے بتائے سوا نہیں جانتا۔ یعنے علمِ غیب ذاتی کی نفی ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ علم غیب عطا ہونے سے پہلے لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ اور اسکے بعد غیب پر اطلاع دیگئی ہو جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی اللہ غیب پر کسیکو مسلط نہیں کرتا مگر جسکو پسند کرے رسولوں سے اور مَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ میں سُوْٓءُ سے مراد جنون ہے کیونکہ وہ لوگ جنون کو آپ کیطرف نسبت کرتے تھے۔ ایسے ہی آیت قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَیْبَ کے تحت تفسیر روح البیان میں لکھا ہے ان یکلم الکفار علی قدر عقولھم یعنی کفار سے انکی عقل کے مقدار سے باتیں کرو۔ پس یہاں بھی نفی علمِ غیب ذاتی کی ہے نہ عطائی کی۔ اور شب معراج کے واقعہ میں حضورؐ کا فرمان ہے کہ میرے حلق میں ایک قطرہ ڈالا گیا جس سے میں نے علم جمیع مَا کَانَ وَ مَا یَکُوْنُ کو پایا۔ پس جو شخص کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیب نہیں جانتے وہ راہِ راست سے بھولا ہوا ہے۔ ختم ہوا ترجمہ عبارت تفسیر روح البیان کا۔

لیجئے حضرت مولویصاحب! یہ ہے آپ کی پیش کردہ آیات کی صحیح تفسیر اور مطلب جسکو ہم نے معتبر تفسیروں سے ثابت کیا۔ قاعدہ ہے کہ جب کَانَ مضارع پر داخل ہوتا ہے تو ماضی بعید بنتی ہے اَعْلَمُ صیغہ مُضارع ہے اسپر کُنْتُ جو کَانَ کا واحد متکلم ہے داخل ہوا ہے تو معنے یہ ہوئے کہ اگر میں زمانہ ماضی بعید میں غیب جانتا ہوتا یعنے زمانہ ماضی بعید میں غیب جاننے کی نفی ہے نہ حال واستقبال کی۔ اور اگر اَعْلَمُ افعل التفضیل کا صیغہ ہے تو بھی مطلب صاف ہے اور مثبتین علمِ غیب کے دعویٰ کے منافی نہیں۔ کیونکہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلم الغیب نہیں کہتے بلکہ عالم الغیب کہتے ہیں اور وہ بھی عطائی رنگ میں۔ مولویصاحب قبلہ نے اپنے مطلب کے موافق تفسیر معالم کا بھی حوالہ دیا ہے۔ اب ہم اسکی نسبت بھی کچھ عرض کئے دیتے ہیں تاکہ اہل حق کو معلوم ہوجائے کہ یہ کس پایہ کی تفسیر ہے اور اُسکو علما کہاں تک غیر ملتزم الصحت جانتے ہیں۔ نواب محسن الملک محسن الدولہ قبلہ وکعبہ مولٰنا سیّد محمد مہدی علیخاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی بینظیر اور لاجواب کتاب آیات بیّنات جلد ۲ صفحہ ۸۵ پر ارقام فرماتے ہیں۔ یہ کتاب مولوی عبد الشکور صاحب کے نزدیک بھی بہت معتبر ہے۔ قال ابن تیمیۃ کتب التفسیر التی ینقل فیھا الصحیح والضعیف مثل تفسیر الثعلبی والواحدی والبغوی وابن جریر وابن ابی حاتم لم یکن مجرد روایۃ واحد من ھؤلاء دلیلا علی صحتہ باتفاق اھل العلم۔ دیکھا مولویصاحب آپکے مسلّم امام ابن تیمیہ نے ان تفاسیر کو جن میں بغوی کی تفسیر معالم بھی ہے کہاں تک وقعت دی ہے جب انکی نقل کردہ روایات کا بھی اعتبار نہیں تو خود انکا قول کیسے حجت ہوسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معالم کے اکثر استدلال کو موقع بہ موقع مفسرین خصوصًا محی السنۃ علاء الدین صوفی صاحب تفسیر خازن نے رد کیا ہے۔ افسوس!

مولوی عبد الشکور صاحب یہ بھی مانتے ہیں کہ "آخرت کے متعلق اجمالًا تو آپ کو

آپ کے اور آپ کے موافقین و مخالفین کے انجام سے حق تعالیٰ نے مطلع فرما دیا تھا مگر تفصیل کی اطلاع نہ تھی صفحہ ۲۸" تو نامعلوم تفصیل سے مولویصاحب کو کیوں انکار ہے۔ اور

اس دورنگی میں کیا فائدہ مدنظر ہے ؎

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں ۔ کیسا پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں

اور اگر تفصیل کا علم بعطائے الٰہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مانا جائے تو اسمیں کونسا احتمال شرک ہے؟ ۔ اب سنئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپکے موافقین و مخالفین کے انجام کا علم مفصل تھا کہ انکا انجام کیا ہے ۔ کون جنتی ہے اور کون دوزخی ۔ اسپر کثرت سے دلائل قرآن و احادیث صحاح ستہ سے موجود ہیں ۔ بالفعل صحیح بخاری شریف کتاب "بدء الخلق" سے صرف ایک حدیث پر اکتفا کیا جاتا ہے جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قام فینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقام میں ہم میں کھڑے ہوگئے اور ابتدائے آفرینش خلائق سے ہمکو خبریں بتانی شروع کیں ۔ جہانتک کہ جنتیونکو جنت میں داخل کر دیا اور دوزخیوں کو دوزخ میں داخل کر دیا یعنی سب بتا دیا کہ فلاں جنتی ہے اور فلاں دوزخی ۔ ایک حدیث میں ماترک شیئا ہے یعنی کوئی چیز نہ چھوڑی ۔ ابتدا سے انتہا تک سب کا حال بتا دیا ۔ اس مضمون کی احادیث صحیح بخاری میں ہی بکثرت ہیں ۔ بتائیے مولویصاحب ابھی تفصیل کسی اور چیز کا نام ہے؟ مولویصاحب اجمال سے انکار نہ کر سکے ۔ بھلا کوئی پوچھے کہ حضرت کیا اجمالاً یہ عقیدہ شرک نہیں اور تفصیلاً شرک ہے یہ کس دلیل سے ہے؟ ۔ یہ بھی خوب کہی کہ اگر غیب ہوتا تو غزوۂ احد میں شکست نہ ہوتی ۔ شکست کب ہوئی ۔ اگر کسیقدر پسپائی ہوئی تو صحابۂ کرام کی غلطی سے جسکو قرآن مجید میں کھلے لفظوں میں معاف کیا گیا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو انکو پہلے ہی سے انکی جگہ پر متعین کر دیا تھا ۔ کسی امر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر کرنا اور اسکا بظاہر خلاف منشاء ظہور پذیر ہونا نفی علم غیب کو مستلزم نہیں ۔ کیونکہ یہ کسی مصلحت خاصہ کی بنا پر ہوتا ہے ۔ آخر نظام عالم کو بھی تو خدا نے ہی قائم کر رکھا ہے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں اور صاحب تفسیر روح البیان وغیرہما

لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین قسم کے علوم اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرمائے ہیں ایک قسم وہ جو تبلیغ کے متعلق ہے جسکا ظاہر کرنا ضروری تھا۔ دوسری قسم وہ جسمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مخیر کیا گیا۔ یعنی ظاہر کریں یا نہ کریں۔ تیسری قسم وہ علوم جنکے اخفا کی تاکید کی گئی۔ تو ممکن ہے کہ جو واقعات بظاہر خلاف منشا ظہور پذیر ہوئے یا جنکے متعلق آپ نے سکوت فرمایا وہ از قسم اخیر ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں حکمت ہے اس طرح تو خدا پر بھی یہی اعتراض ہو سکتا ہے کہ اس نے کیوں ایسے واقعات ہونے دیئے جو اُسکے دین کی تحقیر کے باعث ہوں۔ اور سنئے۔ ای قل لا اعلم الغیب فیکون فیه دلالة علی ان الغیب بالاستقلال لا یعلمه الا الله خلاصہ یہ کہ اس آیت میں علم غیب استقلالی کی نفی ہے نہ عطائی کی۔ نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض میں علامہ شہاب الدین خفاجی رقمطراز ہیں وقوله۔ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ فان المعنے علمه من غیر واسطة واما اطلاعه علیه باعلام الله تعالیٰ فامر متحقق قال الله تعالیٰ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی آیت لو کنت اعلم میں اس علم کی نفی ہے جو بے واسطہ تعلیم الٰہی ہو۔ لیکن بواسطہ تعلیم الٰہی پس وہ علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہے جیسا فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ پس نہیں غالب کرتا اللہ اپنے غیب پر کسیکو مگر جسکو پسند کرے رسولوں سے۔

شک۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۚ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۚ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔ الآیۃ ترجمہ۔ اللہ کے پاس ہے قیامت کی خبر اور اُتارتا ہے مینہہ اور جانتا ہے جو ہے ماں کے پیٹ میں اور کوئی جی نہیں جانتا کہ کیا کریگا کل۔ اور کوئی جی نہیں جانتا کہ کس زمین میں مریگا تحقیق اللہ ہے سب جانتا خبردار۔

فک۔ جو امور اس آیت میں ذکر ہوئے انکو کہتے ہیں غیوب خمسہ۔ یہ آیت مخالفین ہمیشہ پیش کیا کرتے ہیں اسلئے ہم اسکی تشریح کچھ تفصیل سے کرینگے۔

سنئے! یہاں بھی وہی مطلب ہے کہ ان اشیاء کو بے تعلیم الٰہی کوئی نہیں جان سکتا تفسیر عرائس البیان میں ہے ای لایعلم الاولون والآخرون قبل اظہارہ تعالیٰ ذلک لھم یعنی ان اشیاء کو کوئی نہیں جانتا قبل اسکے کہ اللہ جتوائے تو ثابت ہوا کہ نفی علم غیب ذاتی کی ہے نہ عطائی کی۔ شرح مقاصد جلد ثانی ص۲۵ میں ہے ان الغیب ھھنا لیس علی العموم بل مطلق او معین ھو وقت وقوع القیمۃ بقرینۃ السیاق ولا یبعد ان یطلع علیہ بعض الرسول من الملٰئکۃ والبشر اس سے بھی ثابت ہوا کہ قیامت کا علم محالات یا ممتنعات سے نہیں بعض ملائکہ اور رسولوں کا اسپر مطلع ہونا بعید نہیں اور نفی علم ذاتی کی ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں۔ "ومراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل اینہارا نداند آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا کسے آنرا نداند مگر آنکہ وے تعالیٰ از نزد خود کسے را بوحی والہام بداناند" یعنی مراد یہ ہے کہ بذریعہ عقل اور اٹکل خود بخود ان امور خمسہ کو کوئی نہیں جانتا کیونکہ یہ امور غیب سے ہیں کہ سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ مگر وہ کہ اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی والہام جس کسی کو جتائے۔ علامہ ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ شرح قصیدہ بردہ ص۱۰۱ میں فرماتے ہیں ولم یخرج صلی اللہ علیہ وسلم من الدنیا الا بعد ان اعلمہ اللہ تعالیٰ بھذہ الامور الخمسۃ یعنی نہیں انتقال فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے مگر کہ ان پانچ چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ نے آپکو دیدیا تھا۔ صاحب کتاب الابریز ص۱۵۵ میں فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ سے پوچھا کہ محدثین کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا ان پانچ چیزوں کا علم آپکو ملا ہے یا نہیں۔ تو میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کیف تخفی امور الخمس علیہ صلی اللہ علیہ وسلم والواحد من اھل التصرف من امتہ الشریفۃ لا یمکنہ التصرف الا بمعرفۃ ھذہ الخمس یعنی ان پانچ چیزوں کا علم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسے مخفی رہ سکتا ہے جبکہ ایک صاحب تصرف امتی کو بھی ان پانچ چیزوں کے علم کے سوا تصرف ممکن نہیں۔ تو ثابت ہوا کہ غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان پانچ چیزوں پر اطلاع ہو سکتی ہے۔ اب ہم مفصل فرداً فرداً ثابت کرتے ہیں کہ ان پانچ

چیزوں کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ اے عاشقانِ جمالِ محمدی اور اے طالبانِ وصالِ احمدی آؤ۔ اپنے آقا کی وسعتِ علمی کا ملاحظہ کرو۔ ؎

حضرت کا علم۔ علمِ لدنی عطائے اہمر ۔۔۔ دیتے تھے سبق قدسیوں کو بے پڑھے ہوئے

قیامت کا علم ۔ تفسیر روح البیان صفحہ ۳۰۹ میں ہے۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یعرف وقت الساعۃ باعلام اللہ تعالی وھو لاینافی الحصر فی الآیۃ کما لایخفی یعنی آپ قیامت کے وقت کو اللہ تعالے کے بتانے سے جانتے تھے اور یہ آیۃ کے حصر کے منافی نہیں جیساکہ ظاہر ہے۔ یعنی آیت میں نفی علم ذاتی کی ہے اور آپ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے قیامت کا وقت جانتے تھے۔ ایسا ہی فتوحات وہبیہ شرح اربعین نوویہ کے صفحہ ۴۶ میں ہے۔

بارش کا علم۔ اب علمِ بارش کے متعلق سنئے۔ فتنۂ یاجوج ماجوج کے بعد ایک عالمگیر مینھہ برسنے کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ چنانچہ مشکوۃ باب العلامات میں بروایت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ حدیث موجود ہے جس میں یہ الفاظ ہیں۔ ثم یرسل اللہ مطرا لایکن منہ بیت مدر ولا وبر یعنی پھر اللہ تعالیٰ ایک عالمگیر بارش بھیجیگا جس سے کوئی جگہ خالی نہ رہیگی"۔ اس حدیث سے صاف ثابت ہے کہ آپ کو بارش کا علم ہی ہے کہ کب برسیگی۔ اسی مشکوۃ کے باب "لاتقوم الساعۃ الا علی شرار الناس" میں بروایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ۔ اور حدیث باین الفاظ مروی ہے ثم یرسل اللہ مطرا کانہ الطل فینبت منہ اجساد الناس یعنی خلقت کے مرنیکے بعد اللہ تعالیٰ بارش کریگا گویا کہ وہ شبنم ہے اور اسی سے لوگوں کے اجسام اگینگے۔

ما فی الارحام کا علم۔ علم ما فی الارحام کی بھی آپکو خبر ہے۔ بلکہ اسوقت سے خبر ہے جبکہ نطفہ ابھی باپ کی پیٹھ میں نہ ہو۔ چنانچہ حضرت امام مہدی کی خبر احادیث صحیحہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں۔ علاوہ بریں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی خبر بھی آپنے فرمائی جیساکہ مشکوۃ باب المناقب میں بروایت ام فضل حدیث مروی ہے جبکہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا خواب

سنایا تو آپ نے فرمایا تلد فاطمۃ رضی انشاء اللہ غلاما یکون فی حجرک یعنی اگر اللہ نے چاہا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں لڑکا ہوگا اور تیری گود میں پلیگا۔

ما فی غد کا علم ۔ اور اس امر کا علم کہ کل کیا ہوگا صحیح بخاری کی حدیث سے ثابت ہے جو مشکوٰۃ باب مناقب علی رضی اللہ عنہ میں بھی ہے قال یوم خیبر لاعطین ھذہ الرایۃ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ و یحبہ اللہ ورسولہ یعنی خیبر کے دن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دونگا جسکے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ خیبر کو فتح کریگا اور وہ شخص اللہ تعالیٰ کا محب و محبوب ہے۔ چنانچہ کل جھنڈا آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیا اور فتح ہوئی۔ یہ حدیث صحیح حدیث رایت کے نام سے مشہور ہے۔ ہمارا استدلال فتح خیبر کی پیشگوئی سے ہے جو ہوگئی یہیں مولوی عبد الشکور صاحب کے ایک شبہے کا جواب بھی سن لیجئے گا۔

شک ۔ حدیث یعلم ما فی غد مشکوٰۃ میں ہے کہ ایک عورت نے آپکے سامنے یہ مصرعہ پڑھا۔ "فینا نبی یعلم ما فی غد"۔ یعنی ہم میں ایک نبی ہیں جو کل ہونیوالی بات جانتے ہیں تو آپ نے منع فرمایا۔

فک ۔ جب ہم نے علم ما فی غد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ثابت کر دیا۔ تو یہ شبہ کیسا؟۔ تاہم جواب سنئے! مرقاۃ المفاتیح میں اسکی شرح یوں مرقوم ہے۔ وانما منع القائلۃ بقولھا "وفینا نبی" الخ لکراھۃ نسبۃ علم الغیب الیہ لانہ لایعلم الغیب الا اللہ وانما یعلم الرسول من الغیب ما علمہ او لکراھۃ ان یذکر فی اثناء ضرب الدف واثناء مرثیۃ القتلی لعلو منصبہ عن ذلک خلاصہ یہ کہ آپ نے اسلئے منع فرمایا کہ قائلہ نے غیب کی نسبت مطلق اور بالاستقلال آپکی طرف کر دی تھی۔ کیونکہ علم غیب آپکو خدا کا دیا ہوا عطائی ہے۔ یا منع کرنے کی یہ وجہ ہے کہ آپ نے مکروہ جانا کہ دف کے ساتھ آپکا نام مبارک لیا جائے اور مقتولوں کے مرثیوں میں پڑھا جائے۔

کب یا کہاں مریگا علم ۔ اور اسبات کا علم کہ کوئی کہاں یا کب مریگا خود اپنی نسبت

ہی حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی ہے۔ منجملہ ایک حدیث مشکوٰۃ شریف سے درج ذیل ہے:۔ وعن معاذ بن جبل قال لما بعثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن خرج معہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوصیہ ومعاذ راکب ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمشی تحت راحلتہ فلما فرغ قال یا معاذ انک عسیٰ ان لا تلقانی بعد عامی ہذا ولعلک ان تمر بمسجدی ہذا وقبری فبکی معاذ جشعا لفراق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ خلاصہ مختصر یہ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کیطرف بھیجا تو وصیت فرماتے ہوئے انکے ساتھ نکلے وداع کرنیکو جب وصیّت فرما چکے تو فرمایا کہ اے معاذؓ اس سال کے بعد ہماری تمہاری ملاقات نہ ہوگی اور شاید تم میری اس مسجد اور قبر پر گذرو گے۔ یہ سنکر حضرت معاذؓ آپ کے فراق کے خیال میں بہت روئے" کیسی صریح خبر ہے کہ آپ نے اپنی موت سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی ایک اور حدیث مشکوٰۃ شریف سے ملاحظہ فرمائیے۔ قال عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرینا مصارع اھل بدر بالامس یقول ھذا مصرع فلان غدا انشاء اللہ تعالیٰ وھذا مصرع فلان غدا انشاء اللہ قال عمر والذی بعثہ بالحق ما اخطؤا الحد ود التی حدھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے جنگ سے ایک دن پہلے ہی ہاتھ رکھکر بتاتے تھے کہ کل فلاں شخص یہاں مرا پڑا ہوگا اور فلاں یہاں مریگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپکو حق کے ساتھ بھیجا ایسا ہی ہوا اور وہ لوگ اُنہی مقامات پر جو آپ کے مقرر فرمائے تھے ہلاک ہوئے" کیوں مولویصاحب! ابتو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان غیوب خمسہ پر بھی اطلاع کامل تھی۔ ایسے ہی مولویصاحب آیت وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا ھُوَ۔ سے بھی نفی علم غیب ثابت کرنا حق کو جواب دینا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے تفسیر عرائس البیان قال الجریری لا یعلمھا الا ھو ومن یطلعہ علیھا من صفی وخلیل وحبیب وولی یعنی جریری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ مفاتیح غیب کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ یا وہ شخص جانتا ہے

جسکو اللہ تعالیٰ مفاتیح غیب پر خود اطلاع دے یعنی کسی صفی خلیل حبیب ولی کو جب وہ غیب پر مطلع کرے تو ہو سکتے ہیں۔ اور چند سطریں اوپر اسی تفسیر میں ہے قبل اظہارہ تعالیٰ ذلك لهم یعنی مفاتیح غیب کو اللہ کے بتانے سے پہلے کوئی نہیں جانتا پس ثابت ہوا کہ یہاں بھی نفی علم ذاتی کی ہے نہ کہ عطائی کی فافہم ولا تکن من الممترین یا المنکرین

شک۔ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ الآية

ترجمہ "تو کہہ میں کچھ نیا رسول نہیں آیا اور مجھکو معلوم نہیں کیا ہونا ہے میرے اور تمہارے ساتھ"۔ اس آیت میں بھی یا تو دنیا کے متعلق اپنے انجام و معاملات کی لاعلمی مراد ہے یا آخرت کے مراتب عالیہ کی تفصیل کی لاعلمی مقصود ہے (رسول خدا اور لاعلمی۔ معاذ اللہ) بہرحال جمیع ماکان و مایکون کی نفی صاف ہے۔

فک۔ اس آیت میں لفظ اَدْرِی۔ درایت سے مشتق ہے اور درایت کے معنے رد المحتار ص۹ سے ملاحظہ فرمایئے (والراجح الدرایة بالرفع عطفا من الاشبه ای الراجح من جهة الدرایة ای ادری ان العقل بالقیاس علی غیرہ) تو درایت کے معنے اپنی اٹکل اور قیاس سے خود بخود کسی بات کو جان لینے کے ہوئے تو بھی علم ذاتی کی نفی ہے نہ عطائی کی۔ اور پھر اس آیت کو مفسرین نے منسوخ قرار دیا ہے۔ دیکھو رسالہ ناسخ و منسوخ ملا عبد الرحمن بن محمد دمشقی رحمۃ اللہ علیہ۔ قوله تعالیٰ مَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ نسخ بقوله تعالى إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ۔ آیت مذکورۃ الصدر سے جو معاملہ آپ سے ہوگا ظاہر ہے اور آیت لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ سے وہ معاملہ ظاہر ہے جو آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہوگا۔ مزید تشریح کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر خازن جلد رابع مطبوعہ مصر ص۱۳۱ جہاں لکھا ہے کہ جب آیت مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ اتری مشرکین بہت خوش ہوئے (جیسا کہ آج اس آیت کو بڑے طمطراق اور خوشی سے پیش کیا جاتا ہے) اور کافروں نے کہا کہ ہمارا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا معاملہ واحد ہے اور اسکو ہم پر کوئی فضیلت نہیں کیونکہ نہ اسکو اپنے انجام کی خبر ہے نہ ہمکو۔

تو پھر اللہ تعالیٰ نے آیت لِيَغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ نازل فرمائی۔
تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا هنيئالك يارسول الله قد علمت ما يفعل
بك فما ذا يفعل بنا فانزل الله عزوجل لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وانزل وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللهِ
فَضْلًا كَبِيرًا فبين الله ما يفعل به و بهم وهذا قول قتادة والحسن وعكرمة قالوا
انما قال هذا قبل ان يخبر بغفران ذنبه وانما اخبر بغفران ذنبه عام الحديبية فنسخ
ذلك یعنی اس آیت کے نزول کے بعد صحابہ کرام نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو
مبارک ہو بتحقیق آپ نے جان لیا جو کچھ آپ کے ساتھ کیا جائیگا اور جو کچھ ہمارے ساتھ
کیا جائیگا پس اُتاری اللہ تعالیٰ نے آیت لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ الخ اور
وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللهِ فَضْلًا كَبِيرًا۔ پس ظاہر کیا اللہ تعالیٰ
نے وہ معاملہ جو آپ کے ساتھ اور آپ کے صحابہ کے ساتھ کیا جائیگا۔ یہی ہے قول قتادہ
اور حسن اور عکرمہ کا۔ یہ اُسوقت کہا گیا تھا کہ جب آپ کو آپ کے اور صحابہ کرام کے معاملہ
کی خبر نہ دیگئی تھی۔ تو جب حدیبیہ کے سال خبر دیگئی تو آیت مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ
منسوخ ہوگئی۔ اس سے آگے مولویصاحب نے آیت وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ
پیش کی ہے جس سے کسی ایماندار کو انکار نہیں۔ بھلا اسمیں کہاں لکھا ہے کہ انبیاء کو
غیب پر اللہ تعالیٰ اطلاع نہیں دیتا۔ اب احادیث پیش کردہ مولویصاحب کا
جواب ملاحظہ ہو جسکے بعد انشاء اللہ جواب الجواب محال ہے۔ ؎

نازک کلائیاں میری توڑیں عدو کا دل | میں وہ بلا ہوں شیشے سے پتھر کو توڑ دوں

شنک۔ حدیث تابیر نخل صحیح مسلم وغیرہ میں ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب
مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں تابیر نخل کا رواج تھا یعنی نر چھوہارے کے شگوفے مادہ
درخت کے شگوفے میں ملائے جاتے تھے۔ آپ نے منع فرمایا صحابہ کرام نے نہ کیا مگر اس سال
پھل میں کمی ہوئی تو حضور نے فرمایا جو تم کرتے تھے وہی کرو انتم اعلم بامور دنیاکم
یعنے تم اپنی دنیا کی باتیں مجھسے زیادہ جانتے ہو۔ دیکھو کس صراحت سے جمیع ماکان و مایکون کی نفی ہے۔

فک - اُف - مولویصاحب! حدیث کے ترجمہ میں اسقدر زیادتی۔ بھلا بتاؤ تو "تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو" حدیث کے کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ کیا یہ تحریف معنوی نہیں ہے؟ سنئے! یہ تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خرق و خلاف قواعد پر مبنی تھی اور اس منع فرمانے میں آپ نے صحابہ کرام کو توکل کی ترغیب دی تھی۔ شیخ سنوسی کا قول ہے کہ اگر لوگ سال دو سال ٹھیر جاتے اور تابیر نخل نہ کرتے تو تابیر نخل کی محنت سے ہمیشہ کیلئے سبکدوش ہو جاتے مگر جب ایکدفعہ بسبب کھجوروں کے کم بار ور ہونیکے وہ لوگ صبر نہ کر سکے تو اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے دنیا کے کاموں کو خود ہی جانو۔ ملا علی قاری شرح شفا جلد ثانی صفحہ ۳۳۸ پر فرماتے ہیں فلو صبروا علی نقصان سنة او سنتین لرجع التخیل الی حالة الاول وفی القصة اشارة الی التوکل وعدم المبالغة فی الاسباب وغفل عنه ارباب المعالجة من الاصحاب۔ مطلب یہی کہ اگر وہ لوگ سال دو سال صبر کرتے تو کھجوریں بغیر تابیر کے ہی بار ور ہوا کرتیں اور اس قصہ میں اشارہ ہے طرف توکل کے اور عدم مبالغہ فی الاسباب کے اور چونکہ بعض نے صحابہ کرام سے جو ارباب معالجہ تھے بے توجہی سے کام لیا تو نتیجہ یہ ہوا کہ ہمیشہ کیلئے تلقیح کی محنت اٹھانی پڑی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہکر کہ تم اپنی دنیا کے کاموں کو خود ہی جانو اپنی بے تعلقی ظاہر فرمائی۔ ورنہ یہ حکم کوئی وحی سے تو تھا ہی نہیں جسکا خلاف کرنے سے صحابہ کرامؓ پر کوئی گرفت ہوتی۔ علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ دنیا اور آخرت کے امور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی عالم نہیں فصل الخطاب میں علامہ قیصری سے نقل ہے ولا یعزب عن علمه صلی اللہ علیه وسلم مثقال ذرة فی الارض ولا فی السماء من حیث مرتبته وان کان یقول انتم اعلم بامور دنیاکم یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے مقدار ایک ذرہ بھر کا بھی آسمانوں اور زمینوں میں پوشیدہ نہیں اگرچہ بشریت کے لحاظ سے فرماویں انتم اعلم بامور دنیاکم۔ مولویصاحب دیکھا! یہ ہے محدثین کی تصریح وتشریح اس حدیث کے متعلق۔ بتائیے متقدمین سے کس نے اس حدیث کو نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لاعلمی پر محمول کیا۔ آگے چلئے۔

شک صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے کوئی معاملہ پیش ہوتا ہے اور ایک فریق زبان آور ہے اپنی دلیل خوب بیان کرتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہی حق پر ہے اسکے موافق فیصلہ کر دیتا ہوں۔ لیکن فی الواقع ایسا نہ ہو تو میرے فیصلے سے وہ چیز جائز نہیں ہو سکتی ما کان فی کون

کے علم کی کیسی صاف نفی ہے اگر یا کان یا یکون کا علم ہوتا تو آپکو خلاف فیصلہ کا اندیشہ کیوں ہوتا وغیرہ وغیرہ

فک افسوس مولویصاحب جب اسکی حکمت بالغہ تک نہیں پہنچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود اس سے یہ ہے کہ کوئی شخص زبان آوری سے کسیکا حق لینے کا ارادہ نہ کرے۔ مولویصاحب کیا تمام عمر کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلاف حق فیصلہ کیا؟ ضرور تو جب تھا کہ آپ کوئی نظیر بھی اسکی پیش کرتے۔ سنئے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ میں خلاف حق کا احتمال نص قطعی سے غیر ممکن ہے اور وہ آیت یہ ہے۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ارشاد ہے کہ ہرگز مومن نہیں ہوسکتے جبتک اپنے ہر معاملہ میں آپکو منصف اور حاکم نہ جانیں اور حلف اٹھا کر فرمایا۔ بھلا کوئی ایماندار ایک لمحہ کیلئے بھی آپ کے فیصلہ میں غلطی کے احتمال کو دخل دے سکتا ہے اصل الفاظ حدیث پیش کردہ مولویصاحب کے یہ ہیں فان قضيت لاحد منكم بشئ من حق اخيه قضيه شرطیہ ہے جو صدق مقدم کو مقتضی نہیں ہوتا اور اس میں مقدم کا امکان ضروری نہیں ہوتا

مثال سنئے قولہ تعالیٰ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ۔ کیا نعوذ باللہ۔ اس آیت سے خدا کے ہاں بیٹا پیدا ہونا ممکن ہے؟ مولویصاحب وہی وجہ ہے کہ شرطیات صدق مقدم کو مستلزم نہیں ہوتے۔ کیا کسی ضعیف سے ضعیف حدیث سے بھی آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ تمام عمر آپنے ایک فیصلہ بھی خلاف حق کیا۔ فبين ان كنت ذكيا۔

حدیث اساری بدر سے بھی نفی علم غیب پر حجت پکڑنا قیاس مع الفارق ہے کیونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم باوجود اعلم الناس ہونیکے بموجب حکم آیت وشاورهم في الامر صحابہ کرام سے مشورہ لیا کرتے تھے اور اسمیں امتحان ہوتا تھا کہ کسکی رائے زیادہ صائب ہے چنانچہ اس واقع میں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے موافق منشاء الٰہی ثابت ہوئی۔ اور بس۔ اس سے آگے مولویصاحب نے حدیث افک لکھی ہے۔ یہ بھی بڑا کانٹا ہے جو منکرین علم غیب خصوصاً علماء دیوبند کے دلوں میں کھٹکتا رہتا ہے۔ اسکا ہی جواب سنئے ع "کانٹا سا کھٹکتا ہے نکلجائے تو اچھا"۔

شک صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگائی گئی جب تک آج آپنے پھر ذکر کیا۔ منہ حضور نے اس جھوٹی تہمت کے سبب انکو انکے گھر بھیجدیا۔

مولوی حسین علی صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خلاف واقع فیصلہ کرنے کا الزام اور حدیث کا غلط مفہوم بیان کرنا اور اسکا جواب۔

مولوی حسین علی ... طابق النعل بالنعل کا مصداق ہیں۔

حدیث اساری بدر ... باب ...

اور مشورہ طلاق کا بھی ہو گیا اسپر تنبوت کیا اسکے صدمہ سے وہ سخت بیمار ہوگئیں جب انکی بریت قرآن شریف
میں نازل ہوئی اُسوقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی رفع ہوئی۔

فک مولویصاحب: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قسم کی تمام عمر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
پر ہرگز کبھی ناراضی نہیں ہوئی اور نہ افک کے معاملہ میں ہوئی۔ آپ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کی پاکی پر یقین کامل تھا اسپر اتمام حجت کیلئے صحیح بخاری کتاب الشہادات باب تعدیل النساءُ
کا ملاحظہ کرو جہاں یہ حدیث ذیل آپ کو ملیگی۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من یعذرنی من رجل بلغنی اذاہ فی اھلی فواللہ ما علمت فی اھلی الا خیرا و
قد ذکروا رجلا ما علمت علیہ الا خیرا یعنی آپنے فرمایا کہ کوئی ہے جو اس شخص
سے جس سے میری اہلیہ کے بارے میں مجھے ایذا پہونچی بدلہ لے۔ نہیں جانا میں نے
اپنی اہلیہ کے بارہ میں مگر نیکی کو۔ یہ آپنے اللہ کی قسم اُٹھا کر فرمایا اور پھر فرمایا کہ تحقیق
ذکر کیا انہوں نے ایک مرد یعنی صفوان کا۔ نہیں جانا میں نے اسپر مگر نیکی کو۔ افسوس!
حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تو قسم اُٹھا کر فرماویں کہ مجھے اس معاملہ کا علم ہے مگر مولوی
صاحب کہیں کہ آپکو اسکا علم نہیں تھا۔ رہا آپکا چند روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کیطرف توجہ نہ فرمانا۔ اس میں یہ حکمت بالغہ تھی کہ خود خدائے قدوس عزوجل حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا کی نسبت قرآن مجید میں پاکی نازل فرمائے اور حجت تمام ہو جائے چنانچہ ایسا ہی
ہوا۔ اور کسیکو چون وچرا کی گنجائش نہ رہی ورنہ ممکن ہے کہ کسیکے دل میں کھٹکا رہتا اور وہ اسکے
لئے باعث نقصان ایمان ہوتا۔ پس منشا حضور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ ام المومنین
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکی خود اللہ تعالیٰ قرآن میں بیان فرمائے تو انکو پھر گھر میں لایا
جائے پس وہ پورا ہوا جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ رہا آپکا
تنگدل ہونا اور غم کرنا سو وہ کفار و منافقین کی باتوں سے تھا۔ اور کافروں کی باتوں سے
اکثر اوقات آپ تنگدل ہو جایا کرتے تھے جیساکہ اس آیت قرآن مجید کی ثابت ہے
وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تحقیق ہم جانتے
ہیں کہ آپ کفار کی باتوں سے تنگدل ہو جاتے ہیں پس اس معاملہ میں بھی آپکا تنگدل ہونا

مخالفین کی باتوں سے تھا نہ کہ نعوذ باللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر کسی قسم کی بدگمانی کی وجہ سے۔
نتیجے مولویصاحب یہ تھا آپکا شبہ جو بڑے طمطراق سے پیش کیا گیا تھا اب اسکو سمہالئے گا
ہبآءً منثورا ہوا جائے ہے سہ بڑا فلک کو کبھی ان جلوں سے کام نہیں ہے جلاکے خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں

شبہ ثالث۔ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری قبر کے پاس آکر درود شریف پڑہیگا میں اسکو خود سنونگا اور جو شخص کسی دور مقام سے درود شریف پڑہیگا اسکو فرشتے پہنچائینگے (یہ بہی غیب کی خبر دی منہ) اگر جمیع ماکان ومایکون کا علم ہوتا تو فرشتوں کے پہنچانے کی کیا حاجت تہی دور و نزدیک سب کا سلام یکساں سنتے۔

فک۔ سہ ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا + بس اک نگاہ پہ ٹھیرا ہے فیصلہ دل کا +

اللہ تعالی کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہم اس مدنی دلربا علیہ التحیۃ والثناء اور احباء اللہ کے ہمیشہ مدح خوان رہے اور بفحوائے۔ فانسب الی ذاتہ ماشئت من شرف۔ سوائے مرتبہ الوہیت کے ہر قسم کے فضائل حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب کئے اور جانب مخالف ہمیشہ آپکے درجات رفیعہ کے انکار پر مصر رہی اور محبت کے پردہ میں ہر تنقیص و توہین حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ذمہ لگائی بہر کیف اب جواب شروع ہوتا ہے
اس سے آگے مولویصاحب نے علامہ ابن حجر مکی اور ملا علی قاری رحمہما اللہ کی عبارات بہی لکہی ہیں جنکا مطلب بہی وہی ہے جو مذکور ہوا۔ مولنا! ذکر اللہ بہی تو فرشتے ہی لیجاتے ہیں اور اللہ تعالی کے پاس حاضر کرتے ہیں جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے تو کیا اس سے یہ لازم آیگا کہ اللہ تعالی کو بہی علم غیب نہیں نعوذ باللہ من ذالک۔ ورنہ فرشتوں کے ذکر لیجانیکی کیا ضرورت اور باوجود جاننے کے اللہ تعالی فرشتوں سے پوچھتا ہے جیسا کہ صحیح بخاری مطبوعہ کرزن پریس دہلی ص ۹ پر حدیث کے الفاظ فیسئلہم ربہم سے ظاہر ہے کہ تمنے کس حال میں میرے بندونکو چھوڑا اور وہ بتاتے ہیں۔ مولویصاحب! یہ انتظام و حکمت ہے خدا تعالی چاہتا تو تمام عالم میں نور ایمان پھیلا دیتا مگر نہیں۔ کتابیں نازل کیں رسول بھیجے۔ جہاد ہوئے۔ پھر جن جن سعیدوں کی قسمت یاور تھی ایمان لائے اس میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت شان ہے کہ فرشتے بھی رات دن رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لگے رہتے ہیں۔ ملا علی قاری رح اور علامہ ابن حجر مکی رح کی عبارات میں مولویصاحب نے بیجا تصرف کیا ہے اور ترجمہ میں بواسطہ فرشتہ کا لفظ اپنی طرف سے بڑہایا ہے حالانکہ ہر دو عبارات میں محض لفظ الابواسطۃ ہے جس سے محض واسطہ ثابت ہوتا ہے اور وہ

واسطہ علم غیب کا ہے۔ چونکہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں بجسد عنصری زندہ ہوتے ہیں اسلئے قبر کے
پاس جو کلام ہو اسکو وہ ویسا ہی سنتے ہیں جیسا کہ عین زندگی میں اور دور سے بواسطہ علم غیب و کشف
یہ ہے ان عبارات کا صحیح مطلب جنمیں فرشتہ کا لفظ آپنے اپنی طرف سے بڑھا دیا ہے۔ اب آگے چلئے۔

شک صحیح مسلم میں ہے کہ آپنے عصر کی نماز دو ہی رکعات پڑھ کر سلام پھیر دیا حضرت ذوالیدین رض نے
پوچھا کہ نماز کم کر دیگئی یا آپ کو نسیان ہوا۔ آپنے فرمایا یہ کچھ بھی نہیں ہوا۔ تب اور صحابہ رض نے بھی
شہادت دی کہ ذوالیدین رض سچ کہتے ہیں۔ اسوقت آپنے نماز پوری کی۔

فک مولویصاحب! یہ کیا اعتراض ہے۔ سنئے! اگر حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کا سہو ہماری ہی طرح
تھا تو ثابت ہوا کہ آپ بغیر حضور قلب ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔ نعوذ باللہ۔ ایسا خیال تو کوئی مسلمان
نہیں کر سکتا۔ بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سہو ہماری طرح غفلت کے سبب نہیں تھا بلکہ کمال
استغراق مشاہدہ جمال الہی سے تھا جس میں نماز کی رکعات سکون اور حرکات کی اصلا خبر نہیں
رہتی حضرات کاملین و مقربان بارگاہ الہی کا سہو اسی قسم کا ہوتا ہے قبلہ عالم حضرت مولانا روم فرماتے ہیں

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر — گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر
گرچہ ہر غیبے خدا مارا نمود — دل دراں لحظہ بخود مشغول بود

اور جب ہم ثابت کر چکے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وفات کا وقت معلوم تھا تو حدیث
لا ادری کا پیش کرنا چہ معنی دارد۔ ہاں ممکن ہے کہ خبر بعد میں ہوئی ہو اور یہ پہلے فرمایا ہو اور مقصود
اس سے شیخین رض کی اقتدا کا حکم دینا بھی تھا اور لفظ ادری کا معنے گزر چکا کہ اٹکل اور قیاس سے ایسا علم
نہیں ہو سکتا بلکہ اللہ تعالی کے بتلانے سے ہوتا ہے۔ کما مر۔

شک صحیح بخاری وغیرہ میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگ قیامت کے دن
دوزخ کیطرف جارہے ہونگے۔ میں انکو پہچان کر کہونگا۔ اے پروردگار یہ لوگ میری امت کے ہیں ارشاد
ہوگا آپ نہیں جانتے کہ آپکے بعد انہوں نے کیا کیا نئی باتیں نکالی ہیں۔

فک مولویصاحب! کیا ہو گیا۔ یہ حدیث تو محض غیب ہی غیب ہے۔ ذرا سوچئے کہ یہ واقعہ
تو قیامت کو پیش آئیگا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ خبر بطور پیشینگوئی بیشتر ہی فرما گئے
تو غیب کی خبر نہیں تو اور کیا ہے۔ ہاں اگر آپ کو اس حدیث کے الفاظ انک لا تدری

ما احدثو بعدک یعنی تو نہیں جانتا جو انہوں نے نئی باتیں نکالیں" سے مغالطہ ہوا تو
اسکا جواب سنئے۔ یہاں ہمزہ استفہامیہ مقدر ہے یعنی أَ إِنَّکَ لَا تَدْرِیْ یعنے کیا تو نہیں
جانتا بلکہ جانتا ہے جیسا کہ ھٰذَا رَبِّیْ میں ہمزہ استفہامیہ مقدر ہے۔ صحیح مسلم میں بھی باختلاف
الفاظ یہی حدیث آئی ہے وہاں ہمزہ استفہامیہ صاف طور پر مرقوم ہے لفظ صحیح مسلم
کے یہ ہیں اما شعرت ما عملوا بعدک یعنی کیا آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپکے بعد کیا کیا
عمل کئے۔ یعنی آپ کو خبر ہے بھلا ان لوگوں کا حال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کیسے پوشیدہ
رہ سکتا ہے جبکہ دوسری حدیث صحیح مسلم سے تمام امت کا آپ پر پیش ہونا ثابت ہے
اور وہ حدیث یہ ہے عرضت علی امتی باعمالہا حسنہا وقبیحہا یعنی مجھ پر میری امت
بمعہ اپنے اعمال نیک وبد کے پیش کی گئی"۔ اب تو مولوی صاحب اس حدیث کا صحیح مفہوم
سمجھ گئے ہونگے۔

ہم نے بہت اختصار سے کام لیا۔ مگر مضمون پھر بھی اسقدر طویل ہو گیا۔ ہمارا خطاب
مولوی عبدالشکور صاحب ایڈیٹر النجم۔ اور مولوی حسین علی صاحب سکنہ واں بھچراں ضلع میانوالی
سے ہے۔ کسی ایرے غیرے نتھو خیرے سے نہیں۔ اسلئے جواب الجواب کی امید بھی
انہیں حضرات سے رکھتے ہیں۔ بالفعل ہمنے صرف ان حضرات کے اعتراضات کا جواب دیا ہے
اپنے دلائل نہیں لکھے ورنہ ایک ضخیم کتاب تیار ہوتی۔ اگر ان حضرات یا انکے ہم پایہ علماء دیوبند
نے جواب الجواب کے لئے قلم اٹھایا تو پھر ہم علم جمیع ما کان وما یکون حضور انور صلے اللہ
علیہ وسلم کے لئے براہین قاہرہ سے ثابت کرینگے جسکے بعد جانب مخالف کو انشاء اللہ تعالے
ہنگامہ آرائی کی ہرگز طاقت نہ رہیگی۔ والسلام ختام الکلام۔

حررہ الراجی الی رحمۃ اللہ الصمد آثم نور محمد
نقشبندی مجددی سجادہ نشین سکنہ قلعہ لال سنگھ تحصیل شاہدرہ ضلع شیخوپورہ پنجاب

۲۴ نومبر سنہ ۱۹۳۰ء
بقلم کلکتہ رقم حبیب اللہ مہتمم مصری کتب خانہ۔ پہلا ناظم۔ دیکھئے ناچیز از بانیان حزب الاحناف لاہور کشمیری بازار

معجون شیخ الرئیس

قوت مردمی کے لئے یہ ایک اعتماد اور بھروسہ کی دوا ہے۔
مردانہ قوت کو برانگیختہ کرتی ہے۔ مقوی اعصاب ہے
دافع ضعف اور اعصاب کے لئے ایک نئی قوت مہیا کرتی ہے۔ گردوں کو گرم اور قوی کرتی ہے
اور مادہ تولید کی پیدائش پر بہت اچھا اثر ڈالتی ہے۔ بقائے نسل انسانی کے لئے وہ خواہش اور قوت
جو مادہ تولید کی پیدائش اصلی کی مقدار و کمی خون کے سبب سے گھٹ جاتی ہے اس خواہش اور جوش و قوت کو
زیادہ کرتی ہے۔ اسکے علاوہ چہرے کے رنگ کو نکھارتی ہے۔ مقوی دل و دماغ و اعضاء رئیسہ و شریفہ ہے
محرک ارواح ہے رقت و سرعت کو دور کرتی ہے ممسک مبہی مغلظ ملذذ ہے۔ پٹھوں میں سختی اور صلابت
پیدا کرتی ہے۔ مرد کی عظمت قائم رکھتی ہے۔ خون صالح بڑی مقدار میں پیدا کرتی ہے۔ اعضاء اسفل
کی قوت رفتہ کا بدل پیدا کرتی ہے۔ ہر عضو کی کمزوری کے لئے نافع ہے۔ جریان و سیلان الرحم کو
فائدہ دیتی ہے۔ مردوں اور عورتوں دونوں کو فائدہ مند ہے۔ حرارت غریزی کو مشتعل کرتی ہے
مسمن بدن و مادہ تولید کی اصلاح کرتی ہے۔ خلوت کے بعد فوراً استعمال کرنے سے قوت زائل شدہ
کا بدل پیدا کرتی ہے۔ حرارت غریزی کو قوت دیتی ہے عقل و حافظہ کو زیادہ کرتی ہے۔ مایوس العلاج
اور ناکام مریضوں کی مونس و رفیق سریع التاثیر۔ نامراد شخص کو اسکی آرزو سے بڑھکر قوت دے گی۔ اسکے
اجزا بیش قیمت ہونیکے علاوہ مشکل سے دستیاب ہوتے ہیں اسکو خاص اہتمام سے بنایا جاتا ہے
منوں گھی۔ دودھ ہضم کرتی ہے۔ مریض کو قوی اور لحیم و شحیم بنا دیتی ہے۔ اگر سرعت کی شکایت ہو
مادہ تولید خراب ہو کمزوری ہو کر شرمندگی دامنگیر ہو تو اس دوا سے خوشی اور آرام حاصل
ہو سکتا ہے بچپن کی غلط کاروں کے ازالہ کے لئے لاثانی دوا ہے۔ کیوں نہ ہو جامع العلوم
عالیجناب امام طب حضرت شیخ الرئیس بو علی سینا علیہ الرحمۃ کا مجوزہ صدری نسخہ ہے جو کہ ہزارہا
دفعہ آزمایا جا چکا ہے۔ خوراک ۲۱ یوم مبلغ عنہ

مسیحائی طلا

دور حاضرہ میں اکثر دیکھا جاتا ہے کہ پچانوے فیصدی ابنائے وطن کمزور ضعیف الباہ
ہونیکے شاکی ہیں جسکی وجہ زیادہ تر بچپن کی غلط کاری اور جوانی کی بے عنوانیاں ہوتی
ہیں۔ اور اسپر طرہ یہ کہ مارے شرم و حیا کے نہ کسی طبیب سے رجوع کر سکتے ہیں اور نہ درد دل کہہ سکتے ہیں
بلکہ دل کی حسرت دل میں ہی لئے زیر خاک لیجاتے ہیں۔ ان حضرات کیلئے جو اپنے آپ کو تباہ و برباد کر چکے
ہوں اور از کار رفتہ مایوس ہو کر موت کو زندگی سے ترجیح دیتے ہوں نہایت محنت و مشقت سے
یہ طلا تجویز کیا ہے جو فی الواقع مسیحا کا کام دیتا ہے۔ مردہ پٹھوں میں از سر نو جان ڈالدیتا ہے۔

روح اور ریح کا دوران ہوتا ہے۔ کثرت جماع اور دیگر عوارض کے باعث عضو مخصوص میں جو خرابی واقع ہو گئی ہو اسکے دور کرنے۔ رطوبت ردیہ کے جذب و تحلیل کرکے عروق و اعصاب کو قوت بخشتا ہے۔ یہ طلاء ان لوگوں کے لئے جو جوانی کی غلط کاریوں سے اپنے ہاتھوں آپ تباہ ہو چکے ہوں آبحیات ہے۔ رگوں اور پٹھوں کی جملہ خرابیوں اور کجی کو زائل کرکے پوری قوت پہنچانے میں نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔

موسم اور وقت کی قید نہیں صرف نیم گرم مالش کیجاتی ہے نہ باندھنے کا جنجال ہے نہ کپڑا خراب ہونیکا احتمال۔ اعصاب میں طاقت و برانگیختگی پیدا کرتا ہے۔ اجسام اسفنجی جو دب چکے ہوں تو از سر نو زندگی بخشتا ہے۔ غرضیکہ اعضائے تناسل کے تمام نقائص کو دور کرتا ہے۔ فی شیشی ۲۱ یوم مبلغ للعہ ر

منجن دندان

تمام دنیا کے اطبا جدید و قدیم کا فیصلہ ہے کہ اگر انسان کے دانت خراب ہو جائیں تو اس سے طرح طرح کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں کیونکہ غذا جب چبائی جاتی ہے تو غذا کے ساتھ دانتوں کے فاسد مواد غذا کے ساتھ ہی چلے جاتے ہیں اور غذا میں تعفن، فساد پیدا کر دیتے ہیں اور وہ غذا صحیح طور پر جزو بدن نہیں ہوتی اور طرح طرح کے امراض کا موجب بنتی ہے۔ یہ دوائی دانتوں اور مسوڑوں کو مضبوط کرتی ہے اور دانتوں کی ہر قسم کی بیماریوں کو رفع کرتی ہے مسوڑوں سے خون آنے کو روکتی ہے۔ مسوڑوں کا گوشت اگر گل بھی گیا ہو تو پھر پیدا کرتی ہے منہ کو خوشبودار کرتی ہے۔ ہلتے ہوئے دانتوں کو جماتی ہے بشرطیکہ دانت جگہ نہ چھوڑ چکے ہوں۔ مسوڑوں کی حفاظت کرتی ہے۔ دانتوں کی نگہداشت کرتی اور انہیں جلا دیتی ہے۔ دانتوں کی جڑوں کو مستحکم و مضبوط کرتی ہے مسوڑوں کی خراب رطوبت کو خشک کرتی ہے۔ نزلہ کی رطوبت جو دانتوں پر گر کر درد پیدا کرتی ہے دور کرتی ہے ڈاڑھ اور دانت کے درد کو دور کرتی ہے دانتوں کے میل کو دور کرتی ہے۔ دانتوں پر ملکر کچھ عرصہ کلی نہ کریں ایک شخص کے مسوڑوں سے ڈیڑھ سیر خون بہ چکا تھا اسکے استعمال سے رک گیا۔ قیمت فی ڈبیہ عمہ ر

منجن چشم

دنیا میں آنکھیں بڑی نعمت ہیں آنکھوں کی قدر انسان کو اسوقت معلوم ہوتی ہے جب کسی قسم کی تکلیف ہوتی ہے ورنہ کچھ بھی قدر و حفاظت نہیں کی جاتی جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تھوڑی سی عمر میں ضعف بصارت کی شکایت ہو جاتی ہے حتی کہ عینک کے خوگر ہو جاتے ہیں۔ یہ دوائی ہم نے بیش قیمت اجزا سے تیار کی ہے جو تمام امراض چشم میں نہایت مفید ثابت ہوئی ہے بصارت کو قوت بخشتی ہے نیز جالا۔ پھولا۔ ڈھلکہ۔ ناخنہ۔ خارش۔ نزول الماء وغیرہ عام شکایات کو رفع کرتی اور خاص طور پر آنکھوں کو قوت بخشتی ہے نہایت مفید چیز ہے قیمت ایک ماشہ مبلغ عہ ر منیجر دواخانہ مسیحائی لاہور